Visit us at: www.khanqah.in

مبلغ

ہفتہ وار

اشاعت کا چودھواں سال

14th year of Publication

The Weekly **MUBALLIG**

Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3روپے

20/دسمبر 3 201ء جمعۃ المبارک 16 صفر ۱۴۳۵ھ جلد نمبر: 14 شمارہ نمبر : 45

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ چھِ فرماوان:

زُوٕ کندِہ روٗ چھمک دَردُک سون زَن
ژیئ گھنہٕ زَن مولہٕ وِنٛ درٛآے
وآلِتھ ژھنہٕ نَے ڈاین گرٛزَن تل
تتہِ بون چھے ووٗنہٕ پَنٕنۍ کمآے

میری جان! میں نے تمہاری وہ قدر کی جو سونے کی کی جاتی ہے، تمہیں جو کچھ دیا گیا وہ قیمتی ہی قیمتی ہے، لیکن اسکے بعد تمہیں ڈھائی گز گہرے کھڈ میں لِٹایا جائے گا۔ اور پھر وہاں تمہارے کام وہی آئے گا، جو تم نے دُنیا میں اپنے اعمال سے کمایا ہوگا۔

ارضِ فلسطین پر غاصب وقابض اسرائیل کی درندگی

فلسطینی بچوں کا بطور ڈھال اِستعمال

محمد سالم جامعی

بچوں کے حقوق کی تنظیم نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ ۱۹۶۷ء کی جنگ سے اسرائیل میں غزہ پٹی اور غرب اُردن میں یہاں کے فلسطینی بچوں کی پیدائش کا اندراج تک نہیں کیا جاتا اور نہ ہی علاج، پڑھائی اور صاف پینے کا پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ فلسطینی بچوں کو اسرائیلی فوج اور پولیس گرفتار کرتی ہے اور پھر اُن کو باقاعدہ طریقے سے مظالم کرتی ہے۔ ان کی ایذائیں دی جاتی ہیں، ان سے عبرانی زبان میں جس سے وہ ناواقف ہیں پوچھ تاچھ کی جاتی ہے اور ان پر عبرانی میں لکھے ہوئے اقبال جرم کرالیے جاتے ہیں۔

اسرائیل وزرات خارجہ کا کہنا ہے کہ اس نے فلسطین کے کم عمر بچوں کے ساتھ بدسلوکی کے بارے میں مارچ میں یونیسیف کی رپورٹ کا جواب دیا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ اَب پرانی رپورٹیں ہیں، اس میں نئی رپورٹ پیش نہیں کی گئی ہے، اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور یہ سیاسی ہے۔ عالمی ادارے کی بچوں کے حقوق کی کمیٹی کی سربراہ کرسٹین سینڈ برگ نے کہا کہ یہ رپورٹیں حقائق پر مبنی ہیں، اس کے ممبران کے سیاسی خیالات پر نہیں، ہم نے دیکھا ہے کہ اسرائیل حکومت کے دائرہ اختیار میں بچوں کے حقوق کی کس طرح متواتر پامالیاں ہورہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل یہ تسلیم نہیں کرتا کہ مقبوضہ علاقے اس کے دائرہ اختیار میں ہیں جبکہ کمیٹی کا خیال ہے کہ ایسا ہے یعنی یہ کہ اس پر بچوں کے حقوق کی پوری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

یہ رپورٹ 18 آزاد ماہرین نے تیار کی ہے۔ اس میں اسرائیل کی تشویشات کا بھی اعتراف کیا گیا ہے اور اسبات کا نوٹس لیا گیا ہے کہ دونوں طرف لڑائی میں بچے ہلاک اور زخمی ہوتے ہیں مگر بیشتر جانی نقصان فلسطینی کا ہی ہوتا ہے۔ اسرائیل میں ایسے واقعات شاذ ونادر ہی ہوتے ہیں۔ بیشتر فلسطینی بچوں کو پتھر پھینکنے کی وجہ سے پکڑ کر قید کردیا جاتا ہے۔ انہیں بیس سال تک قید کی سزا ہوتی ہے۔ اسرائیل حالانکہ بچوں کے حقوق کے کنونشن پر 1990ء میں دستخط کرچکا ہے مگر عالمی دارے کی کمیٹی نے اس بات پر افسوس ظاہر کیا ہے کہ اسرائیل فلسطینی علاقوں اور مقبوضہ جولان پہاڑیوں میں بچوں کی حالت کے بارے میں اطلاعات فراہم کرنے سے انکار کرتا رہتا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پچھلے چند سال میں اسرائیل کے فوجی حملوں خصوصاً غزہ کی کاروائی کے نتیجے میں سینکڑوں فلسطینی بچے مارے گئے ہیں اور ہزاروں زخمی ہوگئے ہیں۔ ۲۰۰۵ء میں اس نے غزہ پٹی سے اپنے فوجی اور آبادکار ہٹا لئے تھے مگر اَب بھی اس نے حماس کے علاقوں کا محاصرہ کررکھا ہے جس سے وہاں کے لوگوں کی زندگی دوبھر ہوگئی ہے۔ فلسطینی جنگجو وہاں کبھی کبھی دیسی ساخت کے راکٹ ہاتھ سے پھینکتے ہیں جن سے عموماً کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ دس سال کے عرصہ میں اندازاً سات ہزار فلسطینی بچوں کو گرفتار کیا گیا جن کی عمرہ بارہ سے سترہ سال کے درمیان تھی، مگر ان میں نو سال کے بچے بھی شامل تھے، جنہیں گرفتار کرکے پوچھ پچھ کی گئی اور جیل میں ڈال دیا گیا، ان بچوں کو پیر میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر فوجی عدالتوں میں لایا جاتا ہے، ٹارچر کرنے کیلئے نوجوانوں کو کئی کئی مہینے قید تنہائی میں رکھا جاتا ہے۔
اس رپورٹ میں فلسطینی بچوں کو مسلسل انسانی ڈھال اور مخبری کیلئے استعمال کرنے پر بے حد فکرمندی ظاہر کی گئی ہے، پچھلے دو سال کے دوران چودہ ایسے معاملے درج ہوئے ہیں، اسرائیلی فوج خطرناک عمارت میں داخل ہونے سے پہلے فلسطینی بچوں کو اندر داخل کرتے ہیں اور اگر مریں تو وہیں مریں، اسی طرح پتھروں سے بچنے کیلئے فوجی گاڑیوں کے سامنے ان کو کھڑا کردیتے ہیں، رپورٹ کے مطابق یہ سبھی حرکتیں کرنے والوں کو کوئی سزا نہیں ہوتی اور اگر کبھی ہوئی بھی تو بہت معمولی۔ سینٹر برگ نے اسرائیل سے انسانی ڈھالوں کے استعمال کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مذاکرات کے دوران انہوں نے جتنا اعتراف کیا ہے اس سے زیادہ اس کا استعمال ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ اگر ایسا ہوتا ہے تو اس کی ہمیں اجازت ہے، یہ کوئی زیادتی نہیں ہے، اس بربریت کے علاوہ مقبوضہ فلسطین میں ناجائز یہودی آبادکاری کا دائرہ بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے، تحریک مزاحمت حماس کی ایک رپورٹ کے مطابق غاصب صیہونی حکام نے پچھلے کچھ دنوں میں مقبوضہ مغربی کنارے اور بیت المقدس میں کئی درجن مکانات، فلسطینیوں کی ذاتی عمارتوں اور دیگر املاک کو نقصان پہنچایا ہے، مقبوضہ بیت المقدس کے نوحی علاقوں میں صرف ایک دن میں فلسطینیوں کے ایک درجن مکانات کو بلڈوزروں کے ذریعہ زمین دوز کردیا گیا ہے اور ایک سو سے زائد بچوں اور خواتین کو بے گھر کردیا گیا ہے۔

ہمارے خیال میں ظالم وغاصب اسرائیل چاہے یہودی آبادکاری کو وسیع پیمانے پر انجام دے رہا ہو یا فلسطینی بچوں کو یرغمال بنا کر اُنھیں انسانی ڈھال کے طور پر استعمال کررہا ہو یہ سب نہ صرف اسلام بلکہ پوری انسانی دنیا کیلئے ایک زبردست چیلنج ہے، آج امریکہ اور یورپ پوری دُنیا میں خود کو حقوقِ انسانی کے محافظ کی حیثیت سے پیش کررہے ہیں وہ ایک طرف شام میں اسد کی مسلح افواج کی کاروائی کو حقوقِ انسانی کی پامالی قرار دے رہے ہیں اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل سے اسکے خلاف کاروائی کا مطالبہ کررہے ہیں اور دوسری طرف ان کی ناک کے نیچے بلکہ ان کی آنکھوں کے سامنے کہنا زیادہ مناسب ہوگا، ارض فلسطین پر ناجائز قابض وغاصب اسرائیل فلسطینی بچوں اور خواتین پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہا ہے مگر حقوقِ انسانی کے نام نہاد علمبرداروں کے کان پر ایک جوں تک نہیں رینگ رہی ہے، اسے ہم انسانی المیہ کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

بہرحال اسرائیل تو فلسطینیوں پر مظالم کا سلسلہ جاری رکھنا ہی چاہے گا، امریکہ اور یورپ بھی اسے اس کی چھوٹ دیتے رہیں گے، سوال تو عالم عرب اور عالم اسلام کا ہے، آخر وہ خاموش کیوں ہیں، وہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا متحدہ ہوکر کیوں دروازہ نہیں کھٹکھٹاتے؟ آخر انہیں کس کے چشم واَبرو کے اِشاروں کا انتظار ہے؟ انہیں یہ بات سمجھ لینی چاہیے اور اسے وہ جتنا جلد سمجھ لیں اتنا ہی ان کیلئے بہتر ہوگا کہ امریکہ اور یورپ جن کی شہ پر اقوام متحدہ نے اسرائیل کو ناجائز طور پر ارضِ فسلطین پر مسلط کیا ہے کبھی بھی اسرائیل کے مظالم کے خلاف آواز نہیں اُٹھائیں گے اسلئے امریکہ اور یورپ کے چشم وابرو کے اشارے کا انتظار کیے بغیر خود انہیں ہی آگے بڑھ کر فلسطینیوں کی حفاظت کا فریضہ انجام دینا ہوگا اور انہیں یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہ اللہ کے سوا کسی بھی دنیاوی طاقت سے خوف زدہ نہیں ہیں۔ یہ ہی ایک صورت ہے جو ان کا اور فلسطینی مسلمانوں کا تحفظ کرسکتی ہے۔

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اَخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلئے اس کا اَدب واحترام ہمیشہ قارئین پر واجب ہے۔ مدیر

www.khanqah.in

جنت اور جہنم کی کہانی

طنز ومزاح

ابوالخیر

ایک جگہ ایک مولوی صاحب لوگوں کو وعظ فرمارہے تھے۔ میں بھی اس مجلس میں شریک تھا، مولوی صاحب جب لوگوں کو بڑے ہی اخلاص اور درد بھرے دل سے تلقین کررہے تھے کہ لوگو، اب بھی وقت ہے کہ سنبھل جاؤ۔ زندگی کی یہ دولت دوبارہ عطا ہونے والی نہیں۔ اپنے نفس کی اصلاح کرو۔ جو انسان قلبِ سلیم کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملے گا بس وہی نجات پائے۔ اپنے دلوں کو پاک کرو......

لوگوں کی بڑی تعداد مجلس میں شریک تھی۔ جسموں کی لمبی لمبی قطاریں دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ گویا انسانوں کا سمندر ہے مگر اس کے باوجود میں جانتا تھا کہ اس مجلس میں دو چار لوگوں کے سوا اور کوئی حاضر نہیں ہے۔ کسی انسان کی کسی جگہ موجودگی ہرگز یہ ثابت نہیں کرتی کہ وہ وہاں بھی حاضر ہے۔ میں تصور کی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ ایک شخص بزار کی کسی دکان میں شوخِ رنگ کا کپڑا خرید رہا تھا تا کہ اس سے اپنی کو راضی کر سکے۔ گویا بظاہر وہ اجتماع ہی میں موجود تھا۔ دوسرا اپنے مجوزہ لئے کچن کی تعمیر کے لئے اینٹیں خرید رہا تھا۔ کسی کا دل گھر میں اس تجوری سے چمٹ ہوا تھا جس میں روپے پیسے اور سونا چاندی جمع تھا گو کہ یہ دونوں بظاہر اجتماع میں وعظ سُن رہے تھے۔ کوئی بڑھاپے میں بھی کرکٹ کھیل رہا تھا اوع شعیب اختر کی بال پر چوکے اور چھکے لگا رہا تھا۔ پیویلین سے واہ واہ ہو رہی تھی اور بوڑھے میاں بہت ہی جوش میں جھوم رہے تھے جب کہ مولوی صاحب سمجھ رہے تھے کہ بوڑھے میاں پر میری وعظ بڑی تاثیر دکھا رہی ہے اور مولوی صاحب جب بھی اسی حوصلہ افزائی سے اپنے خطاب میں زیادہ جوش لا رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی تھی اور مجھے لوگوں کے دلوں کی کیفیات کا انکشاف ہو رہا تھا۔ جب مجلس اختتام پذیر ہوئی تو سب لوگ کچھ لمحوں کے لئے واپس اپنی جگہوں پر آگئے گو کہ مجلس برخاست ہونے کے چند ہی لمحوں بعد وپ پھر وہاں نہیں تھے جہاں نظر آرہے تھے۔

لوگوں کے اس حال پر مجھے کافی صدمہ ہوا۔ میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کی شان میں کیا کمی ہوسکتی ہے اگر وہ سب لوگوں کو جنت میں داخل کردے اور جہنم کا وجود ہی ختم کردے۔ بندہ اپنے نفس کی اصلاح کرے یا نہ کرے، ثواب کرے یا نہ گناہ کرے، اُس کا دل پاک ہو یا ناپاک رہے اللہ تعالیٰ کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اب اگر اللہ تعالیٰ اپنی کریمی کی شان سے سب لوگوں کو جنت ہی نصیب کرے اور دوزخ کے سلسلے کو ہی بند کرے تو کتنا اچھا ہوتا!

چنانچہ میں نے بہت ہی عاجزی اور گڑگڑاتے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ یا اللہ سب کو جنت عطا کر۔ اِن بے چاروں کو احساس ہی نہیں ص کہ دوزخ کس بلا کا نام ہے۔ کیسی سخت اور شدید عذاب اور تکلیف سے وہاں۔ اِنہیں یہ بات بھی فلمی قصے اور کہانیاں جیسی لگتی ہے۔ غفلت نے اِن کے دلوں کو کوڑھ کا شکار بنادیا ہے۔ اِن کے دل پر کوئی چیز اثر نہیص کرتی۔ یا اللہ! آپ کو اپنی غفاری اور کریمی کا واسطہ، سب انسانوں کو دوزخ کے عذاب سے بچا اور جنت نصیب کر۔

پھر ایسے میں روتے ہوئے میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ محشر کا بازار لگ گیا ہے، سارے انسان جمع ہیں اور خوف سے تھرا رہے ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ بڑی مہربانی اور ناقابل بیان محبت اور پیار سے پوچھا: "بتا۔ میرے بندے، کیا چاہتے ہو؟" میں نے کہا: "میرے مولیٰ: آپ تو ہر چیز پر قادر ہیں، جو چاہے کر سکتے ہیں، میری بس اتنی ہی درخواست ہے کہ سب انسانوں کو جنت میں داخل کردے"۔

اللہ تعالیٰ مسکرائے اور فرمایا: "جاؤ تیری دُعا قبول کرلی" اُپھر فرشتوں سے حکم ہوا کہ سب انسانوں کو جنت میں لے جاؤ۔

اب لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا جو یہ حکم سُنا تو کم بخت شکر کے لئے سجدے میں گر جانے کے بجائے اپنی سابقہ خصلت پر اُتر آئے اور اُچھل کود اور ہنگامہ شروع کر دیا۔ ابھی جو اپنے انجام سے کانپ رہے تھے، لرز رہے تھے اور تھرا رہے تھے۔ سب ایک دم بھول گئے اور دنیوی طرز پر بھانگڑہ اور غُل غبارہ مچایا اور حماقتوں سے بھرپور جشن شروع کردیا۔ صرف چند لوگ جو دنیا میں اپنی اصلاح مکمل کر چکے تھے اور نیتوں کو سدھار چکے تھے سجدوں میں تھے۔

باقی سب لوگ خروسیاں کررہے تھے۔ فرشتے بھی ان لوگوں کے بدنیتوں سے تنگ آگئے اور سب کو جنت میں ہانگ لیا گیا۔ جنت میں بھی ان لوگوں نے یہی طرز جاری رکھا۔ کوڈ سپلین نہیں، کوئی نظم وضبط نہیں۔

یہ حال دیکھ کر میں شرم کے مارے پسینے میں شرابور ہو چکا تھا۔ کہ کیوں ایسے لوگوں کی سفارش کردی۔ بہر حال، پھر سوچا شاید کچھ دنوں کے بعد سنبھل جائیں گے۔

کچھ دنوں کے بعد کیا ہوا، وہی خوامخواہ "دُنیوی ٹنڈے" شروع ہوگئے۔ کوئی دوسرے کا گریباں پکڑے ہوئے ہے کہ کم بخت میری حوروں پر بُری نظر ڈالتا ہے اور فرشتے لگے ہیں اِن کو چھڑانے میں......

کہیں دو آدمی گتھم گتھا ہیں اور فرشتے اِن کو علیحدہ کرنے میں زور لڑا رہے ہیں۔ معاملہ یہ بتایا گیا کہ ایک نے دوسرے کے محل سے جڑے ہیرے موتی خوامخواہ کرید کرید کر نکال لئے تھے۔ جب کہ یہ اُس کے کسی کام کے نہیں تھے۔ چوری کرنے والے شخص کے بارے میں فرشتوں کا کہنا تھا کہ یہ دنیا میں بھی سرکاری بیت الخلاؤں سے ٹائیل اُڑا لیا کرتا تھا۔

جنت میں میں نے ایک جگہ دیکھا کہ اس جگہ جن حوروں کا قیام تھا اُن کے چہرے بہت ہی چرخ ہیں۔ میں حیران ہوا۔ کسی اور جگہ میں نے حوروں کی رنگت نہیں دیکھی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ جگہ اُس شخص کو ملی ہے جو دنیا میں کثرت سے گالیاں بکتا تھا۔ اُس کی یہ عادت برا رب قائم تھی اور اُس کی اِس بدکلامی اور گالیوں سے حوروں کے چہروں پر حیا سے اتنی سُرخی دوڑنے لگی تھی کہ اُن کی رنگت ہی سرخ ہوگئی۔

ایک اور شخص خوامخواہ حسد کی آگ میں دہکتی بٹی میں سُلگ رہا تھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ دنیا میں جو اُس کا معمولی خدمت گار تھا، جنت میں اُس کو اپنی عبادت اور ریاضت اور اخلاق کے سبب اعلیٰ مقام حاصل ہوا ہے۔ بڑے بڑے باغات، عالیشان محلات، حسین ترین حوروں کی بھاری تعداد اور خادمانِ جنت کی کثرت اُس کی ملکیت میں دئے گئے ہیں۔ حاسد شخص یہ برداشت نہیں کر پا رہا ہے کہ جنت میں اُس کا مقام اُس شخص سے کم ہو جو دنیا میں اُس کا نوکر تھا۔ اس لئے حاسد شخص جنت کے خادمان پر دباؤ ڈالنے لگا ہے کہ مخبری کا کام کرو اور مجھے اپنے دشمن کے حالات اور حرکات کے متعلق آگاہ کرتے رہو تا کہ اُس کے خلاف شازشیں تیار کی جاسکیں۔

اِسی طرح جنت میں وغیرہ وغیرہ نوعیت کے ہی حالات پیدا ہونے لگے اور جنت جنت نہ رہی بلکہ اِس کی مثال دنیا جیسی ہونے لگی۔ مجھے یاد آیا کہ میں نے ایک روز دنیا میں محترم المکرّم حضرت ڈاکٹر رفیق صاحب دامت برکاتہم سے کہا تھا کہ حضرت دنیا میں بس فتنے اور فسادات ہی نظر آتے ہیں جن سے آدمی شدید پریشان ہوں اور تکالیف کا شکار رہتا ہے تو حضرت نے فرمایا تھا کہ "اگر ایسا نہ ہوتا تو کہیا دنیا کی جنت نہ ہوجاتی......!!" چونکہ لوگوں نے اخلاق رزیلہ دور کرنے میں دنیا میں کوئی محنت نہیں کی تھی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی صحیح بندگی کی تھی، ان کو محض میری دُعا کے سبب جنت مل گئی تھی۔ اس لئے جنت میں رہ کر نفس اپنی ہی رنگ دکھانے لگا اور جنت کو بھی تکالیف کا گھر بنانے لگا۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے وہ آدمی نظر آیا جس کو ہم اپنے علاقے میں "گشتی صدر" کہا کرتے تھے۔ وہ مان نہ مان، علاقے کا زبردستی صدر بنا بیٹھا تھا۔ جو بھی کمیٹی محلے یا علاقے میں بنائی جاتی، چاہے۔ 'سماج سدھار' سے متعلق ہوتی یا 'سماج بگاڑ' یہ شخص زبردستی صدر بن بیٹھتا۔ مجھ سے خوامخواہ کا بیر رکھتا تھا۔ بڑا کم ذات تھا، جب اس نے مجھے دیکھا تو میرے منہ پر خوامخواہ ایک مکہ رسید کیا۔ جس میں میں ہڑبڑا کر جاگ اُٹھا اور جاگتے ہی سب سے پہلے سجدے میں گر کر توبہ کی کہ یا اللہ: اب ہرگز ایسا دُعا نہیں مانگا کروں گا۔

کرے غیر اگر بُت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہرِ سجدہ تو کافر
کواکِب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مسلمان پہ کشادہ ہیں یہ راہیں
پرستش کریں شوق سے جن کی چاہیں
نبیؐ کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبیؐ سے بڑھائیں
مزاروں پہ جا جا کر چادر چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کر مانگے دُعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ ایمان بگڑے نہ اسلام جائے
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
کھو بیٹھے آخر وہ دولت مسلماں

SAMEER & CO
Deals with:
PLY WOOD, HARDWARE,
PAINTS ETC
ایک بار آزمائیے، بار بار تشریف لائیے
H.O: K.P. ROAD ISLAMABAD
Contact No's: 9419040053

SIR COMPUTERS
DANGERPORA
ISLAMABAD
Cell No's: 9419412525

ضلع کولگام میں دینی کتابوں کا مرکز
نزدیک صدر ڈاکخانہ کولگام
فون نمبرات: 9858899587,
9906793959

www.khanqah.in

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

20/دسمبر 2013ء جمعۃ المبارک

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دَوا کی

جوں جوں بیسوی صدی اپنے اختتام کی طرف بڑھ رہی ہے اپنے پیچھے وہ ایسے نقوش چھوڑ رہی ہے جو انسان کو اپنی فکر اور اپنے طرز زندگی کا تحلیل و تجزیہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ معلوم تاریخ میں ہونے والی سب سے زیادہ وحشتناک اور تباہ کُن دو جنگیں اسی صدی میں واقع ہوئیں، اِس کے علاوہ چھوٹی چھوٹی جنگیں اور دوسرے تصادم و مناقشات بھی واقع ہوئے۔ انسان کے اسی دنیا پر قدم رکھنے سے لیکر آج تک مجموعی طور پر اتنا انسانی خون نہیں بہا جتنا اس خود ساختہ تہذیب یافتہ بیسویں صدی میں بہا۔ کیا یہ آثار ہمیں اس بات کی دعوت فکر نہیں دیتے ہیں کہ ہمارے طرز زندگی اور ہماری سوچ میں کوئی ایسی خرابی موجود ہے جو ہماری سب خوبیوں پر حاوی ہے۔ علاج تو ہر ایک اپنی اپنی بساط کے مطابق کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کسی نے کہا کہ یہ سب دنیا کا فساد ہے۔ دنیا مطلقاً غلیظ اور قابلِ ترک چیز ہے۔ دنیا ہی کو چھوڑ دو سب ٹھیک ہو جائے گا جبتک دنیا کے لئے کوشش کرتے رہو گے دنیا میں فساد پروان چڑھتا رہے گا۔ مگر کوئی اِس مفروضے پر عمل کرنے کے لئے تیار نہ ہوا، کیونکہ دنیا کوئی سراب نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے اس سے منہ چھپا لینا بیوقوفی کی علامت ہے۔ کسی دوسرے نے یہ بڑہانکی کہ انتشار اور بدامنی تاریخ کے اس جدلیاتی عمل (Dialectical proccess) کا حصہ ہے جو آخر میں تمام انسانوں کے درمیان مال و متاع کی برابر برابر تقسیم پر ختم ہو جاتا ہے۔

اور کوئی بے خدا انسان اُٹھا جس کا سلسلہ نسب بندروں سے جا ملتا تھا اس نے دعویٰ کر دیا کہ انسان جاندار نہیں بلکہ جانور ہے فرق صرف یہ ہے کہ وہ حیوانوں کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔ اس انسان نما بندر کا یہ کہنا تھا کہ انسانیت سے اکتائے ہوئے تمام پاگل انسانوں نے بھی اپنا سلسلہ نسب بندروں سے جوڑنے میں ایک دوسرے پر سبقت کے لئے دوڑ لگا دی اور اس طرح اِن تمام حیوانی اور وحشیانہ بے حیایئوں اور خصلتوں پر اپنا حق بتلایا جن پر اب تک صرف بندروں کی اجارہ داری قائم تھی۔ لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ اسی طرح اگر انسان کی وحشیانہ خواہشیں مقصود ہوتیں تو انسان آج اپنی اِن وحشیانہ خواہشات کی تکمیل کے باوجود بھی اتنا بے سکون نہ ہوتا۔

اِن حالات میں اگر کوئی شخص اِن تمام امراض کا ایک ایسا علاج تجویز کرتا ہے جو عقل، وقت اور تجربے کی کسوٹی پر کھرا اُترتا ہے اور جس کے صادق اور سچے ہونے کی گواہی نہ صرف اس کا خاندان، اس کے دوست، اس کا اہل و عیال بلکہ اِس کے دشمن بھی دیتے ہوں تو ہم کیوں نہ پھر اُسی نقش کو اپنی زندگی پر منطبق کرنے کے لئے چنیں جو نقش وہ اپنے پیچھے آنے والی نسلوں کے لئے چھوڑ چکا ہے۔ اس نقش کو تاریخ کی سب سے زیادہ مہذب متمدن اور وسیع مملکت ایک لمبے عرصے تک پوری کامیابی سے آزما چکی ہے۔ آج ذرا اس نقش کو پھر آزما کر دیکھ لیجئے۔ نا کام ہو جائے تو ہم پچھلے چودہ سو سال کا وہ تمام علمی سرمایہ دریابرد کرنے کے لئے تیار ہیں جو دنیا کے ہزاروں نہیں، لاکھوں نہیں، کروڑوں انسانوں کی پوری زندگیوں کا پاکیزہ ترین نچوڑ ہے۔

یہ ہمارا دعویٰ ہے جس کا ردّ و ابطال آپ کے لئے ممکن نہیں کیونکہ آپ اپنے آپ کو دھوکہ دے سکتے ہیں لیکن ان تاریخی حقائق کا آپ کے پاس کوئی جواب نہیں ہے جو تاریخی حقائق نبوی ہدایت سے آپ کے اعراض و اغماض کا منہ چڑاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

جواھر القرآن

سورۂ فلق

پہلی قسط

آپ کہئے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں تمام مخلوق کے شر سے، اور رات کے شر سے جب اندھیرا اچھیل جائے، اور گرہ لگا کر ان میں پھونک مارنے والیوں کے شر سے، اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

شانِ نزول: کلبی نے بروایت ابو صالح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہو گئے، (خواب میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو فرشتے آئے، ایک سرہانے کھڑا ہوا اور دوسرا پائینتی، پائینتی والے نے، سرہانے والے سے پوچھا: اس شخص کو کیا ہو گیا ہے؟ سرہانے والے نے کہا: بیمار ہے۔ پائنتی والے نے سوال کیا: کیا بیماری ہے؟ سرہانے والے نے کہا: جادو ہے، پائینتی والے نے پوچھا: کس نے کیا ہے؟ سرہانے والے نے جواب دیا: لبید ابن اعصم یہودی نے، پائینتی والے نے پوچھا: جادو کہاں ہے؟ (اور کیا ہے) سرہانے والے نے کہا: وہ ایک تسمہ میں کیا گیا ہے جو (بنوزُرَیق کے ذَروان نامی) کنویں میں پتھر کے نیچے رکھا ہے، تم کنویں پر جاؤ، کنویں کا سب پانی نکال لو، پتھر اٹھاؤ اور کھجور کے گابھ کو لے کر جلا ڈالو، صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بھیجا، لوگ کنویں پر گئے تو دیکھا کہ کنویں کا پانی مہندی کے پانی کی طرح (سرخ) ہے، ان لوگوں نے پتھر اٹھا کر گابھ کو نکال کر جلایا تو اس کے اندر سے ایک تانت نکلی جس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں، اور ہر گرہ میں ایک سوئی چبھی ہوئی تھی، اس پر یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک آیت پڑھتے جاتے تھے اور ایک ایک گرہ کھل جاتی تھی، یہاں تک کہ ساری گرہیں کھل گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل شفایاب ہو گئے، تو لوگوں نے کہا: حضور! ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اس خبیث کو پکڑ کر قتل کر دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، خدا تعالیٰ نے مجھے تندرستی عطا فرمائی، اور میں لوگوں میں شر و فساد پھیلانا نہیں چاہتا۔ (بیہقی فی دلائل النبوۃ)

نوٹ: استعاذہ اور عوذ کا مطلب شر سے بچانے کی دعا کرنا۔

تشریح وتوضیح: اللہ رب العزت بندوں پر اپنی بے پناہ رافت و رحمت کی بنا پر یہ چاہتے ہیں کہ بندے آخرت کے خسران، اور وہاں کی سزا و ہر طرح کے نقصان سے بچے رہیں، ایذا و تکلیف پہونچانے والی اور نقصان دینے والی کچھ چیزیں تو ایسی ہیں جو ظاہری، اور دکھائی دینے والی ہیں، اور حتی المقدور انسان انکے شر سے بچتا بھی رہتا ہے، اور اگر معاملہ روشنی اور دن کا ہو تو دشمنی اور تکلیف دینے والی چیزیں کافی دور سے نظر آجاتی ہیں، اس لئے انسان ان // بقیہ صفحہ 7 پر

ذکرِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

مغفرت کے اسباب: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''اے ابن آدم! اگر تمہارے گناہ آسمان کے کنارے تک پہنچ جائیں پھر تم استغفار کرو، مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو تو میں معاف کر دوں گا، اور میں کچھ پرواہ نہیں کرتا''

مغفرت کا دوسرا اہم سبب جو اس حدیث شریف میں ذکر فرمایا گیا ہے وہ ''استغفار'' ہے، حافظ ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں ''الاستغفار طلب المغفرة، والمغفرة هي وقاية شر الذنوب مع سترها'' (جامع العلوم والحکم ص ۲۹۷) یعنی استغفار کے معنی ہیں مغفرت طلب کرنا، اور مغفرت نام ہے گناہوں کی پردہ پوشی کے ساتھ ان کے شر اور سزا سے بچانا۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں ''والمغفرة منه تعالى لعبده: ستره لذنبه في الدنيا بأن لايطلع عليه أحداً وفي الآخرة بأن لايعاقبه عليه'' (المرقاۃ ۵/۲۳۱) یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کی مغفرت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے گناہ کی دنیا میں پردہ پوشی فرمائیں کسی کو اس کے گناہ پر مطلع نہ کریں اور آخرت میں اس گناہ پر اس کو سزا نہ دیں۔

بہر حال استغفار کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنے قصور اور گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے، قرآن کریم کے اندر استغفار کا بکثرت ذکر آیا ہے کہیں تو استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''واستغفروا الله، إن الله غفور رحيم'' (البقرۃ:۱۹۹) اور اللہ سے مغفرت طلب کرو، بے شک اللہ بخشنے والے، نہایت رحم والے ہیں، اور دوسری جگہ ارشاد ہے: ''وأن استغفروا ربكم ثم توبوا إليه'' (ہود:۳) اور یہ کہ تم لوگ اپنے رب سے استغفار کرو، پھر اس کی طرف توبہ کرو۔

اور کہیں استغفار کرنے والوں کی مدح اور تعریف کی گئی ہے ارشاد ہے ''وبالأسحار هم يستغفرون'' اور رات کے آخری پہر میں وہ لوگ استغفار کیا کرتے تھے، اور جیسے ارشاد باری ہے ''والذين إذا فعلوا فاحشة أو ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم، ومن يغفر الذنوب إلا الله، ولم يصروا على مافعلوا وهم يعلمون'' (آل عمران:۱۳۵) اور وہ لوگ ہیں کہ جب وہ کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جان پر ظلم کر لیتے ہیں تو اللہ کو یاد کرنے لگ جاتے ہیں، پھر اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں اور سوائے اللہ کے کون گناہ معاف کر سکتا ہے، اور وہ اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے، اس حال میں کہ وہ جانتے ہوں۔ (جاری)

سردیوں میں کیا کھایا کریں؟

فکر صحت

انڈا: دودھ کے بعد انڈا ایک حدتک مکمل غذا ہے، انڈا دراصل اس میں بننے والے بچے اور اس کی غذا پر مشتمل ہوتا ہے، انڈے میں پروٹین کے علاوہ فولاد، کیلشیم، فاسفورس اور گندک کے اجزاء بھی پائے جاتے ہیں، گھی میں تلا ہوا انڈا دیر میں ہضم ہوجاتا ہے، زیادہ اُبالے ہوئے انڈے میں غذائیت بہت کم رہ جاتی ہے، اس کے استعمال سے قبض کی شکایت پیدا ہوتی ہے اور آنتوں میں سدے پن جاتے ہیں، اسلئے جب بھی انڈا استعمال کریں اسے زیادہ نہ اُبالیں بلکہ ادھ ابلا (ہاف بوئلڈ) انڈا استعمال کریں، کیونکہ اس میں زیادہ غذائیت ہوتی ہے۔

اخروٹ: اخروٹ خشک میوؤں میں نہایت غذائیت بخش میوہ شمار ہوتا ہے، اسکی بھنی ہوئی گری جاڑوں کی کھانسی میں خاص طور پر مفید ہے، اخروٹ کو کشمش یا مویز منقا کے ساتھ استعمال کرنا بہت مفید ہے، اگر اس میوے کو اعتدال سے استعمال نہ کیا جائے تو یہ منہ میں چھالے اور حلق میں خراش پیدا کردیتا ہے، اس کے استعمال سے دماغ طاقتور ہوجاتا ہے۔

بادام: بادام قوتِ حافظہ، دماغ اور بینائی کیلئے بے حد مفید ہے، اس میں حیاتین الف (وٹامن اے) اور حیاتین ب (وٹامن بی) کے علاوہ روغن اور نشاستہ موجود ہوتا ہے، اعصاب کو طاقتور کرتا ہے اور قبض کو ختم کرتا ہے۔

تِل: تِل موسم سرما کی خاص سوغات ہے، سردیوں کے موسم میں بچوں اور بوڑھوں کو زیادہ مقدار میں پیشاب آتا ہے، اس موسم میں بچے اور بوڑھے افراد میں ایک بات مشترک ہوجاتی ہے وہ یہ کہ دونوں کے مثانے کمزور ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ بستر میں پیشاب کردیتے ہیں، اس شکایت سے نجات کیلئے تل کے لڈو بہترین غذا اور دوا ہیں، تل کے لڈوؤں کے استعمال سے بار بار پیشاب آنے کی تکلیف سے نجات مل جاتی ہے اور سردی بھی زیادہ محسوس نہیں ہوتی۔

چلغوزے: جلغوزے گردے، مثانے اور جگر کو طاقت دیتے ہیں، سردیوں میں اس کا کثرت استعمال پیشاب بار بار آنے کی شکایت سے نجات دلاتا ہے، اسکے کھانے سے جسم میں گرمی محسوس ہوتی ہے اور سردی کا اثر بہت کم ہوتا ہے، چلغوزے کھانا کھانے کے بعد کھانے چاہئیں، کیونکہ کھانا کھانے سے پہلے اُنھیں کھانے سے بھوک ختم ہوجاتی ہے۔

کشمش: کشمش دراصل خشک کیے ہوئے انگور ہیں، چھوٹے انگوروں کو خشک کرکے کشمش تیار کی جاتی ہے، جب کہ بڑے انگوروں کو خشک کرکے مویز تیار کیا جاتا ہے، مویز کو عام طور پر منقا کہا جاتا ہے۔ صحیح لفظ مویز ہے۔ طاقت بخش میوہ ہے۔ کشمش اور مویز قبض کا بہترین علاج ہیں، کشمش جسم کو توانائی فراہم کرتی ہے۔ بچوں کی کھانسی اور نزلے میں مفید ہے۔

مونگ پھلی: مونگ پھلی سستا اور لذیذ میوہ ہے، نمک لگی ہوئی مونگ پھلی ہر موسم میں رغبت سے کھائی جاتی ہے، لیکن جاڑوں کے موسم میں تو طبیعت مونگ پھلی کی جانب خصوصیت سے راغب ہوجاتی ہے۔ اس میں تیل کافی مقدار میں ہوتا ہے، لیکن آپ خواہ کتنی بھی مونگ پھلی کھاجائیں اس کے تیل سے آپ کا کولیسٹرول نہیں بڑھیگا، اسے خالی پیٹ نہ کھائیں ورنہ بھوک ختم ہوجائیگی۔

مغز پستہ: پستے کے مغز میں بھی روغن کافی مقدار میں ہوتا ہے۔ مغز پستہ بدن کو غذائیت کے علاوہ جاڑوں کی سردی سے محفوظ رکھنے کیلئے حرارت بھی فراہم کرتا ہے، قوت حافظہ، دل، دماغ اور معدے کیلئے مفید ہے، اس کے استعمال سے جسم ٹھوس اور بھاری ہوجاتا ہے، مغز پستہ کھانسی میں مفید ہے اور بلغم کو خارج کرکے پھیپھڑوں کو صاف رکھتا ہے۔

سرما کا موسم صحت بحال کرنے اور جسم کو طاقتور بنانے کا موسم ہوتا ہے، میوے جسم کو حرارت اور توانائی فراہم کرتے ہیں، انہیں ہر حالت میں اعتدال سے استعمال کرنا چاہیے۔ سبزیاں، دالیں وغیرہ اپنی روزمرہ غذا میں شامل رکھیں البتہ حرارت اور توانائی کیلئے یہ میوے ضرور استعمال کریں، اپنے ناشتے میں خشک میوے بھی شامل کریں۔ میوؤں اور پھلوں کے استعمال سے جسم سردی کے اثرات اور امراض سے بھی محفوظ رہیگا اور ان سے حاصل ہونے والے فوائد پورے سال آپ کو صحت مند رکھیں گے، اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس موسم میں ورزش کی عادت ڈالی جائے۔ ویسے بھی یہ موسم اس کا تقاضا کرتا ہے۔ سردیوں کا ایک پیغام یہ بھی ہے کہ ورزش کرو، کیونکہ حرکت میں برکت ہے۔

شاید کہ اُتر جائے تیرے دِل میں میری بات

مولانا عبداللہ خالد قاسمی

پیرس میں ایک شخص کسی دوسرے شخص سے ملنے اس کے گھر گیا اس نے دیکھا کہ سیڑھیوں پر ایک جوان لڑکی بیٹھی زار و قطار رو رہی ہے، اس شخص نے لڑکی سے رونے کی وجہ معلوم کی تو اس نے جواب دیا جس شخص سے آپ ملنے آئے ہیں وہ میرا باپ ہے میں اس کے مکان کا ایک کمرہ کرایہ پر لینے آئی تھی لیکن اس نے مجھے یہ کہہ کر کمرہ کرایہ پر دینے سے انکار کردیا کہ ایک دوسرا آدمی اس سے زیادہ کرایہ دینے کو تیار ہے۔

پولینڈ میں ایک بوڑھا آدمی اپنی بیٹی کے گھر آیا اور ٹھہرنے کی خواہش ظاہر کی مگر بیٹی نے انکار کردیا اور بوڑھے باپ کے اصرار پر اسے ڈنڈے مار مار کر باہر نکال دیا۔ شور سن کر لوگ جمع ہوئے تو لڑکی نے بتایا کہ کچھ عرصہ پہلے مجھے رقم کی ضرورت تھی میں اس سے لینے گئی تو اس نے باقاعدہ شرح سود طے کرکے مجھے رقم دی اور پھر اصل رقم کے ساتھ سود بھی وصول کیا تو میں اسے اپنے گھر میں کیوں ٹھہراتی؟

مذکورہ دونوں واقعے کسی افسانے اور کہانی کا کردار نہیں ہیں، بلکہ پیرس جو مغربی تہذیب اور معاشرت کا بہت بڑا امین سمجھا جاتا ہے وہاں کی ایک زمینی حقیقت ہے، انسانی قدریں کتنی پامال ہوچکی ہیں دلوں سے احترام آدمیت وانسانیت کس قدر مفقود ہوچکا ہے، خودغرضی اور مطلب پرستی کے خوفناک درندے نے کس حدتک اپنے پنجے گاڑ دئے ہیں، پولینڈ کی اس سچی کہانی سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

مغربی تہذیب اور اس کا عطا کردہ طرز معاشرت یہ غیر فطری ہے، فطری اصولوں سے متصادم اور متعارض ہے اس لیے اس کی ناپائیداری ہر روز عیاں سے عیاں تر ہوتی جارہی ہے، اس کے برخلاف مذہب اسلام نے جو اصول اور طرز معاشرت دنیا کو بتائے وہ فطرت انسانی سے ہم آہنگ اور ہر فرد بشر کے دل کی آواز ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب مغربی تہذیب وتمدن کے دلدادہ افراد اپنی ہی تہذیب کے خنجر سے لہولہان ہونے کے بعد اسلام کے دامن رحمت میں جگہ لینے پر مجبور ہیں، لوگ مغرب کی بے راہ روی سے مایوس اور اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرکے دلی تسکین کا سامان فراہم کرتے ہیں اور مغربی ممالک میں اسلام روز افزوں ترقی کررہا ہے۔

آج پوری دنیا اسلام دشمنی پر اسی لیے آمادہ وتیار اور ہر طرح کے حربے استعمال کرنے پر اتر آئی ہے کیوں کہ اسلام دشمن عناصر اپنے باطل نظریات اور طرز معیشت کا کھوکھلا پن اور غیر فطری ہونا کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں، اور شاخ نازک پر اپنے آشیانے کی ناپائیداری محسوس کررہے ہیں، اسی لیے اسلام کے خلاف پروپیگنڈے، الزامات اور بے بنیاد باتوں کا ایک طوفانِ بلاخیز اٹھا رکھا ہے تاکہ اسلامی شبیہہ کو بگاڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کریں اور اسلام کی طرف مغرب کے بڑھتے قدم کو روک سکیں، پوری دنیا میں اس وقت اسلام اور شعائر اسلام کو مٹانے کی انتھک کوششیں جاری ہیں، مختلف زاویوں سے منصوبہ بند طریقے پر دنیا کو یہ باور کرانے کی ایک مہم چلائی جارہی ہے کہ اسلام اور اس کے شعائر انسانیت کیلئے سب سے بڑا خطرہ ہیں، ''اسلامی تشخص وامتیاز اور اس کے احکام کی پاسداری جو یقیناً ایک صالح اور امن وامان سے ہم آہنگ معاشرہ تشکیل دیتا ہے'' یہ چیز ان لوگوں کے لئے بڑی سوہان روح ہے جو پوری دنیا پر فطرت سے متصادم ایک خاص نظریہ کی بالادستی چاہتے ہیں خاص طور سے یورپ میں مختلف حوالوں سے اسلام دشمنی کا ایک طویل سلسلہ نظر آتا ہے۔ یورپی اقوام آئے دن کسی نہ کسی اسلامی شعار کے خلاف کمربستہ ہوکر اپنے داخلی خوف کا اظہار کررہی ہوتی ہیں، درجہ بدرجہ اسلام کو بنیاد پرستی، انتہا پسندی، شدت پسندی اور آخرکار دہشت گردی کا مترادف باور کرانے کی ہر ممکنہ کوششیں کی جارہی ہیں، ہر یورپی ملک کا میڈیا یک رخی رپورٹنگ اور پروپیگنڈے کے بل بوتے پر اپنے عوام کی اسلام مخالف ذہن سازی میں مصروف ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں کی قوت، ترقی اور کامرانی کا راز ان کی دین پسندی اور اعلیٰ اخلاق وکردار میں پوشیدہ ہے۔ وہ جس قدر اپنے دین کے پابند اور اس کے اصولوں کے علمبردار ہوں گے، ترقی وکامرانی کے زینے طے کرتے رہیں گے، اسی طرح اس کے برعکس صورتحال بھی ہوگی یعنی جس قدر دین سے ان کا تعلق کمزور ہوگا اس کے اصولوں سے دور ہوں گے اسی قدر پسماندہ ہوں گے، اور مختلف حادثات کا شکار رہیں گے، وہ تنگی اور بدحالی میں مبتلا ہوں گے اور محکومیت ومغلوبیت ان کا مقدر ہوگی، دوسرے مذاہب کا معاملہ اسلام کے برعکس ہے، دوسرے مذاہب کے علمبردار جس قدر اپنے دین سے دور ہوں گے اور دین سے تعلق اور اس کی شدت جس قدر کمزور ہوگی وہ دنیاوی ترقی وکامرانی کے مراحل اتنی ہی آسانی سے طے کرلیں گے، اور جس قدر مذہب کے معاملے میں وہ متعصب اور شدت پسند ہوں گے انحطاط اور زوال میں وہ اسی قدر پھنستے جائیں گے۔

اسی لئے آج پوری دنیا میں اسلام ہی موضوع ہے، مسلمانوں کو ہی نشانہ بنایا جارہا ہے اور یہ سب کچھ مخالفین حق کی فطرت خبیثہ کا حصہ ہے جو اپنا کردار ادا کررہے ہیں، ان کو یہی کرنا تھا، یہی ظلمت کا مزاج ہے مگر اسی کے ساتھ ہم کو بھی اپنا احتساب کرنے اور اپنے حالات کو بدلنے کی ضرورت ہے، اسلام مسلمانوں کے اسلامی اخلاق وکردار سے پھیلا ہے، ہم یقینی طور پر یہ دعویٰ کرنے میں برحق ہیں لیکن اسلامی اخلاق کا وہ عملی نمونہ پیش نہیں کرتے جو دلوں کو فتح کرلے، جو نفرتوں کو بدل دے، ہم کتابوں کی باتیں سناتے ہیں مگر اپنی ہی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہیں، تو محض اقتباسات پیش کرنے اور حوالے دینے سے رائے عامہ کو مسلمانوں کے حق میں نہیں بناسکتے، ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی اور آپ کی حیات آفریں تعلیمات ہیں جو ایک مسلمان کا حقیقی تعارف کراتی ہیں تو دوسری طرف ہماری بے عملی، بدعملی اور خود فراموشی بھی دنیا کے سامنے ہے۔

آج بھی یورپ وامریکہ میں اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا رجحان باقی ہے بلکہ اس میں اضافہ ہوا ہے وہ قومیں جو قرآن و حدیث کے انگریزی، فرانسیسی، جرمنی تراجم پڑھتے ہیں ان کو آج بھی ان مسلمانوں کی تلاش ہے جو قرآنی تعلیمات کے مصداق ہوں اگر ایک طرف یہودی پریس اور انتہا پسند عیسائی ومشہور اخبارات ورسائل مسلمانوں کی صورت مسخ کرکے پیش کرنے میں کامیاب ہیں تو دوسری طرف اس میں بہت بڑا ہاتھ ہمارا بھی ہے کہ ہم نے اس کا جواب عملاً مسلمان بن کر نہیں دیا۔//

بقیہ صفحہ 7 پر......

www.khanqah.in

www.khanqah.in

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

عام موزوں پر مسح جائز نہیں - 2

☆☆☆

حضرت مفتی مظفر حسین صاحب قاسمی۔مدظلہ العالی

سوال: آج کل عام طور پر شہروں میں زیادہ تر جبکہ دیہات کی طرف بھی بہت ہی یہ رواج بڑھ چکا ہے کہ عام سوتی یا نیلان موزوں پر مسح کر کے نماز ادا کی جاتی ہے۔کہاجاتا ہے کہ حدیث میں خفّین پر مسح کا حکم آیا ہے؟

نذیر احمد بٹ۔کھرم بجبہاڑہ

جواب: وباللہ التوفیق۔گذشتہ سے پیوستہ

(۵) رقیق منعل: جس میں اوپر والی ثخین کی تین شرطیں نہ ہوں صرف نیچے چمڑا چڑھا ہوا ہو۔

(۶) رقیق سادہ: جس میں نہ اوپر والی ثخین کی تین شرطیں ہوں اور نہ ہی اوپر نیچے چمڑا چڑھایا گیا ہو۔ (حاشیہ امداد الفتاویٰ جلد ۱/۵۷)

اَب ان چھ قسموں میں یہ دیکھنا ہے کہ کس میں خفین کی شرطیں ہیں کہ ان پر مسح کی اجازت ہوگی اور کن میں خفین کی شرطیں نہیں ہیں کہ ان پر مسح کی اجازت نہ ہوگی۔

پانچویں اور چھٹی قسم یعنی رقیق منعل اور رقیق سادہ پر بالکل بھی محققین وفقہاء کے نزدیک مسح جائز نہیں ہے کیوں کہ ان دو میں خفّین کی شرطیں معدوم ہیں۔

پہلی دوسری اور چوتھی قسم یعنی ثخین مجلد، ثخین منعل، رقیق مجلّد پر تمام فقہاء کے نزدیک بالاتفاق مسح کرنا جائز ہے کیوں کہ ان تینوں میں خفّین کی شرطیں موجود ہیں۔

تیسری قسم یعنی ثخین سادہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ اور صاحبین امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا اختلاف ہے،امام صاحب ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس پر مسح جائز نہیں ہے جب کہ صاحبینؒ اس پر مسح کے جواز کے قائل ہیں۔اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ امام صاحبؒ فرماتے تھے کہ اس میں خفین کی شرطیں نہیں ہیں اسلئے مسح کرنا جائز نہیں ہے اور صاحبین کہتے ہیں کہ اس میں خفین کی شرطیں ہیں۔ اسلئے ان پر مسح کرنا جائز ہے لیکن آخری ایام میں امام ابوحنیفہؒ نے جب دیکھا کہ اب ثخین سادہ بھی ایسی بنائی جاتی ہے،جس میں خفین کی شرطیں موجود ہوتی ہیں تو امام ابوحنیفہؒ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا اور ان جوربین پر مسح کر کے فرمایا آج میں نے وہ کام کیا جس کو میں منع کیا کرتا تھا چنانچہ مولانا یوسف بنوریؒ امام ترمذیؒ کا قول نقل کرتے ہیں: ابوعیسیٰ نے فرمایا کہ میں نے صالح بن محمد الترمذی کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے کہا میں نے ابومقاتل سمرقندی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں ابوحنیفہؒ کے پاس ان کے مرض الموت میں آیا تو امام صاحب نے پانی منگا کر وضو کیا اور جو جوربین پہنے ہوئے تھے ان پر مسح کیا پھر امام صاحب نے کہا میں نے آج وہ کام کیا جس کو میں نہیں کرتا تھا میں نے جوربین پر مسح کیا حالانکہ وہ چمڑے کے نہیں ہیں۔(معارف السنن جلد ۱/۳۴۸)

اوپر کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ اصل حکم وضو میں پیروں کا دھونا ہے لیکن چونکہ احادیث متواترہ سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرامؓ نے خفین پر مسح کیا اسلئے خفین اور ان موزوں پر مسح کرنا جائز ہے،جن میں خفین کی شرطیں پائی جاتی ہیں اور جن میں خفین کی شرطیں نہ ہوں ان پر مسح کرنا بالکل جائز نہیں،اور ظاہر ہے کہ عام سوتی اور نائیلان کے موزوں میں وہ شرطیں نہیں پائی جاتی ہیں اسلئے ان پر مسح کرنا بالکل جائز نہیں ہے۔ہدایہ جو کہ فقہ میں معتبر ترین کتاب مانی جاتی ہے اس میں لکھا ہے:"وَلاَ یَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَی الْجُوْرَبَین عِنْدَاَبِیْ حَنِیْفَۃَ اِلاّ اَنْ یکونا مُجَلَّدَیْن اَوْ مُنَعَّلَیْن وَقَالاَ یَجوز اِذا کانا ثخینین لا یشفان لما روی اَنّ النَّبیّ مسح علی جوربَیْہِ وَلاَنَّہ یُمْکِنُ الْمَشْیِ فِیْہِ اِذَا کَانَ ثَخِیْناً وھو ان یَتَمَسَّکَ علی السّاقِ مِنْ غَیْر اَن یُرْبَطَ بِشَیٔ فَاَشْبَہَ الْخُفَّ وَلَہٗ اَنَّہ لَیْسَ فِیْ مَعنی الْخُفّ لِاَنَّہٗ لا یُمْکِنُ مُوَاظَبَۃ الْمَشیِ فِیْہِ اِلاّ اِذَا کَانَ مُنَعَّلاً وھوَ محلُ الْحدِیْثِ وَعَنْہُ اَنَّہٗ رَجَعَ اِلیٰ قَوْلِھما وَعَلَیْہِ ا لفَتْویٰ" (ہدایہ جلد ۱/۶۱)

یعنی جوربین پر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مسح اس وقت جائز ہے جب کہ وہ مجلّد یا منعل ہوں اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ ان پر مسح کرنا جائز ہے اگر وہ ثخین ہوں اور پانی نہ چھنتا ہو اور اندر کی کھال نظر نہ آتی ہو،صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ حضور صلّی اللہ عنہ علیہ وسلّم نے ثخین جوربین پر مسح فرمایا اور اسلئے کہ جب وہ ثخین ہوں ان کو پہن کر چلنا ممکن ہو اور ثخین کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ پنڈلی پر بغیر کسی چیز کے باندھے ٹھہر جائیں تو وہ خف کی طرح ہوگیا۔امام صاحب کی دلیل (کہ ثخین پر مسح جائز نہیں ہے جب وہ مجلّد و منعل نہ ہوں) یہ ہے کہ یہ خف کے حکم میں نہیں ہے،ان پر مسلسل چلنا ممکن نہیں ہے،مگر جب کہ وہ منعل ہوں اور حدیث میں جو آیا ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جوربین پر مسح کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جورب منعل (دوسری قسم) تھے اور امام صاحب سے مروی ہے کہ انہوں نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا اور اسی پر فتویٰ ہے (کہ جوربین ثخینن تیسری قسم پر اب بالاتفاق امام ابوحنیفہ اور صاحبینؒ کے نزدیک مسح جائز ہے اور اسی پر فتویٰ بھی ہے)۔

اور اسی پر ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہؒ،امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد ابن حنبلؒ کا اتفاق ہے کہ عام سوتی اور نائیلان کے موزوں پر مسح کرنا بالکل جائز نہیں ہے اور بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ چار امام جس بات اور جس مسئلہ پر اتفاق کریں وہ اجماع امت ہے اور اجماع امت قرآن وحدیث کے بعد مستقل دلیل وحجت ہے گویا اجماع امت سے بھی یہ ثابت ہے کہ عام موزوں پر جن میں مذکورہ بالا شرطیں نہ ہوں مسح کرنا بالکل ناجائز ہے۔ائمہ اربعہ کے مذاہب کے حوالجات ملاحظہ ہوں،احنافؒ کے حوالجات بالتفصیل آچکے ہیں،مزید تفصیل کیلئے مندرجہ ذیل کتابوں کی طرف رجوع کریں:(۱) ہدایہ جلد ۱/۶۱ (۲) نورالایضاح صفحہ ۴۷ (۳) حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۷۰،(۴) قدوری شریف صفحہ ۱۳ (۵) شرح وقایہ صفحہ ۱۰۱ (۶) صغیری صفحہ ۶۸ (۷) شرح منیۃ المصلی حلبی کبیر صفحہ ۱۲۱۔۱۲۰ (۸) کنزالدقائق صفحہ ۱۲ (۹) درمختار جلد ۱/۱۷۹ (۱۰) شامی جلد ۱/۱۷۹ (۱۱) عالمگیری صفحہ ۳۲ (۱۲) بدائع الصنائع صفحہ ۸۶ (۱۳) فتاویٰ قاضی خان ۵۱ (۱۴) فتاویٰ بزازیہ صفحہ ۱۵ (۱۵) البحرالرائق جلد ۱/۱۸۲۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے جرابوں پر مسح کی اجازت دی تھی لیکن......

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے جرابوں پر مسح کی اجازت دی تھی لیکن جماعت اسلامی کے ارباب علم نے مولانا مرحوم کی تحقیق کے ساتھ اتفاق نہیں کیا ہے کیوں کہ یہ رائے جمہور علماء کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ دلائل کے اعتبار سے بھی کمزور ہے۔مولانا سید احمد عروج قادری جو جماعت اسلامی کے ذمہ دار علماء میں ہیں، نے احکام ومسائل جلد دوم میں مولانا کی تحقیق کا ایک منصفانہ جائزہ لیا ہے۔ہم نے افادۂ عام کیلئے ان کی پوری عبارت کو کسی کمی وزیادتی کے بغیر درج کیا ہے اُمید ہے کہ ایک منصف مزاج کیلئے یہ عبارت کافی ہو اور عام موزوں پر مسح کر کے اپنی نماز کو برباد ہونے سے بچائے۔

(موزوں پر مسح ماخوذ از احکام ومسائل جلد دوم صفحہ ۲۴۹ سے،از مولانا سید احمد عروج قادری صاحب)

مکتوب: مولانا مودودی صاحبؒ رسائل ومسائل حصہ دوم میں جرابوں پر مسح کے مسئلے میں تحقیق فرماتے ہیں کہ "میں نے اپنی امکانی حد تک یہ تلاش کرنے کی کوشش کی ہے کہ موزوں اور جرابوں پر مسح کے بارے میں فقہاء کی عائد کردہ شرائط کا ماخذ کیا ہے مگر سنت میں ایسی کوئی چیز نہ مل سکی،سنت سے جو کچھ ثابت ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا ہے بلکہ حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صرف جوتوں پر مسح فرمایا ہے،اس بنا پر ہر طرح کے جوتوں اور موزوں پر مسح کیا جاسکتا ہے خواہ وہ اونی جراب ہو یا سوتی، چمڑے کا جوتا ہو یا کرمچ کا یا کوئی کپڑا ہی ہو جو پاؤں پر لپیٹ کر باندھ دیا گیا ہو۔"

مولانا محترم کی رائے حدیث رسول پر قائم ہے اسلئے کوئی وجہ نہیں کہ اس پر عمل نہ کیا جائے،چنانچہ میں اسی بنا پر سوتی،اونی اور نائیلون وغیرہ کے موزوں پر حسب ضرورت مسح کر لیا کرتا ہوں،لیکن بہت سے لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ پتلے موزوں اور ہر طرح کے جوتوں پر مسح کرنا صحیح نہیں ہے اسلئے مجھے شک پیدا ہوگیا ہے،رفع شک کیلئے آپ کو خط لکھ رہا ہوں،آپ زندگی میں اظہار خیال کریں تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی اگر شک ہو تو وہ دُور ہوجائے۔

جواب: ہر شخص اپنی تحقیق کے مطابق جواب دیتا ہے،راقم الحروف کے نزدیک پتلے موزوں پر خواہ وہ سوتی ہوں یا اونی مسح کرنا جائز نہیں ہے،اسی طرح میرے نزدیک ان جوتوں پر بھی مسح صحیح نہیں ہے جن کو پہننے کے بعد ٹخنے اور ظاہر قدم کے حصے کھلے ہوئے ہوتے ہیں،البتہ ایسے فوجی یا شکاری جوتوں پر مسح جائز ہے جو ٹخنوں سے اوپر پنڈلی کے ایک حصے کو بھی ڈھانک لیتے ہیں۔

رسائل ومسائل حصہ دوم میں جو دلائل دیے گئے ہیں ان سے میری تشفی نہیں ہوئی اور جو نقطہ نظر اختیار کیا گیا ہے اس سے مجھے اتفاق نہیں ہے،اس میں جو دلائل دیے گئے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) جرابوں اور جوتوں پر مسح کے جواز کیلئے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی وہ حدیث پیش کی گئی ہے جس میں ذکر ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وضو کیا اور مسح علی الجوربین والنعلین (اپنی جرابوں اور جوتوں پر مسح فرمایا) حوالہ دیا گیا ہے کہ یہ حدیث نسائی کے سوا کتب سنن میں اور مسند احمد میں موجود ہے۔

(۲) ابوداؤد کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ حضرت علیؓ،عبداللہ بن مسعودؓ، براء بن عازبؓ، انس بن مالکؓ، ابوامامہؓ،سہل بن سعدؓ اور عمرو بن حریثؓ نے جرابوں پر مسح کیا ہے، نیز حضرت عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ فعل مروی ہے۔

(۳) صرف جوتوں پر مسح کیلئے لکھا گیا ہے کہ بیہقی نے ابن عباسؓ اور انس بن مالکؓ سے اور طحطاوی نے اوسؓ بن ابی اوس سے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صرف جوتوں پر مسح فرمایا ہے کہ اس میں جرابوں کا ذکر نہیں ہے اور یہی عمل حضرت علیؓ سے بھی منقول ہے۔

(۴) لکھا گیا ہے کہ ان روایات میں کہیں یہ نہیں ملتا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فقہاء کی تجویز کردہ شرائط میں سے کوئی شرط بیان فرمائی ہو اور نہ ہی ذکر کسی جگہ ملتا ہے کہ جن جرابوں پر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اور مذکورہ بالا صحابہؓ نے مسح فرمایا ہے وہ کس قسم کی تھیں؟ اسلئے میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ فقہاء کی عائد کردہ ان شرائط کا کوئی ماخذ نہیں ہے۔ (جاری)

نوٹ: اس شمارے میں شامل اشاعت مضامین ومراسلے وغیرہ سے ادارے کا ہر بات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ مدیر

www.khanqah.in

ایک لمحہ فکریہ

مفتی محمد اسحاق نازکیؔ (قاسمی)

عصر حاضر میں اہل اسلام کی باہمی تفرقہ بازی، مسلک پرستی، تعصب پسندی اور مشربی منافرت کی گرم بازاری روز افزوں ہے۔ تحریراً وتقریراً ایک دوسرے کو نیچا دکھانے، غیر ضروری اور فروعی مسائل کو اُبھارنے، علمی اختلافات کو عوامی مسائل بنانے، امت کو بلکہ انسانیت کو وسیع تر مفادات سے صرفِ نظر کرکے صرف اپنے ذاتی مفادات کو پیش نظر رکھ کر منصب امامت وخطابت اور مسند درس وتدریس اور تحریری وتقریری صلاحیت کو بے جا بلکہ غلط استعمال کرکے ایسے لوگ اسلام اور اہل اسلام کو (شعوری یا غیر شعوری طور پر بالواسطہ یا بلاواسطہ) ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تصحیح عقائد کے اسباق، ترغیب وترہیب کے مضامین اور اصلاح معاشرہ ''امت کے ایسے خیر خواہوں'' کے یہاں موضوع بحث نہیں ہوتے ہیں، بلکہ ایسے اسباق ودروس پڑھانے والوں کی راہوں میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ بڑے دنوں پر چند رٹے رٹائے موضوعات ہی ان کا مبلغ علم ہوتا ہے۔ افسوس تو اس بات پر ہے کہ عام طور پر ہمارے یہاں اکثر ائمہ مساجد وخطبائے جوامع دینی علوم سے کیا دینی علم کے ابجد سے بھی ناواقف اور اپنی ظاہری اسلامی وضع قطع سے بھی نابلدن ہوتے ہیں اس طرح وہ اس منصب امامت وخطابت کو اپنی نااہلیت کے باوجود اپنی جاگیر سمجھتے ہیں۔ فیاغربۃ الاسلام والمسلمین

یہ مجموعی صورت حال کم وبیش یہاں امت کے تمام مکاتیب فکر کی ہے صرف اتنا سا فرق ہے کہ کہیں کم اور کہیں زیادہ۔ ع

تن ہمہ داغ داغ است کجا کجا نہم پنبہ

تاہم ہر مکتبہ فکر میں کچھ صالح ائمہ مساجد وخطباء اور باصلاحیت ومخلص وُعّاظ ودُعّاۃ اور مدرسین ضرور ہیں جو اخلاص نیت کے ساتھ ان خدمات کو دین سمجھ کر اپنی مسلکی وابستگی کے باوصف اسلام کے مفادات کے تحفظ کیلئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں جو اس گئے گذرے الحادی اور فرعونی دَور میں بھی بساغنیمت ہے اگر چہ ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے اور باہوش طبقہ ان کا ادراک بخوبی کرتا ہے۔

اس اندرونی انتشار واختلافات کا فائدہ سب سے زیادہ ان اسلام دُشمن قوتوں کو پہنچ رہا ہے جن کے ہاتھوں کوہِ ماران (کشمیر) سے کوہِ فاران (جزیرۃ العرب) تک اہل اسلام کا خون بہہ رہا ہے۔ جن کے جنگی سمندری جہاز دریائے یرموک سے دریائے کابل کے ساحلوں پر لنگر انداز ہیں۔ اس طرح افراد خانہ کی باہمی لڑائیوں سے بیرونِ خانہ دُشمنوں کو شہہ مل رہی ہے مگر اس خانہ جنگی کا نقصان دُشمنوں کے کروز میزائیلوں اور ٹینک شکن بلکہ طیارہ شکن توپوں سے بھی کہیں زیادہ ہے ع

ہائے! اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

یہ صورتحال ہمارے وادی کشمیر میں پہلے نہیں تھی جوَاب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بے دین سیاست اور خدا بیزار صحافت کا اس میں سب سے زیادہ ہاتھ ہے۔ زر پرستی، دُنیا پرستی اور آخرت فراموشی اس پر مستزاد۔ اس طرح پسِ پردہ ڈوریاں ہلانے والے بھی ہیں۔

اگر چہ مختلف مکاتیب فکر سے وابستہ چند صالح ودین دار افراد علم ودین کی مختلف لائنوں سے اس صورتحال سے از حد فکر مند ہونے کی وجہ سے محنت کر رہے ہیں۔ نفرت وعداوت کی آگ کو بجھانے، دعوتی واصلاحی بنیادوں پر محنت کرنے اور تعصب مذموم کی دیوار برلن کو گرانے میں رات دن مصروف ومشغول ہیں اور امت کو درپیش اجتماعی مسائل سے باخبر رکھنے اور اس کو اپنے منصب ومقام کے پہچاننے کیلئے شب وروز تگ ودَو کرتے رہتے ہیں تاہم ان کی مختلف النوع کوششیں ہاتھی کی سونڈ میں تل کا دانہ ڈالنے کے برابر ہیں اس صورتحال میں بس نزولِ عیسیٰ علیہ السّلام اور ظہورِ مہدی ہی کا انتظار ہے۔ اگر چہ ایسے حضرات ان ناگفتہ بہ حالات سے مایوس بھی نہیں ہیں۔

احقر کی نگاہوں سے ایسے اشتعال انگیز اشتہارات اور نفرت آمیز کتابچے گذرے ہیں جن کو دیکھ کر اور پڑھ کر سینہ پیٹنے کو دل چاہتا ہے کہ کس طرح اسلام کے عظمت نشان اکابر علماء واولیاء کی عبارتوں میں جوڑ توڑ کر ایسے ماہرین وفن کا اختلاف وانتشار کو بڑھاوا دینے اور اہل اسلام کو ایک دوسرے کے خلاف سینہ سپر ہونے کی رات ودن کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ یہ اشتہارات اور کتابچے بیرون ریاست سے آرہے ہیں پھر ان کے زرخرید ایجنٹ ان کی فوٹوسٹیٹ کاپیاں کراکے پھیلاتے ہیں اور دعوت مناظرہ بلکہ مُبارزَت دیتے ہیں۔ اس طرح جگ نہائی کا موقعہ دیتے ہیں۔ تُف ہے اُن لوگوں پر۔

دراصل ایسے بدنصیب لوگوں کی روزی روٹی بس یہی ہے وہ باطل قوتوں کا (اہل اسلام کے خلاف) ساتھ دیتے ہیں اس طرح وہ ان باطل قوتوں کے مشن کو کامیاب بنانے کی راہیں ہموار کردیتے ہیں۔ اہل علم وارباب بصیرت ایسے مارآستینوں، اور میر جعفر ومیر قاسم کے پیروکاروں کو بخوبی سمجھتے ہیں مگر کیا کریں۔

ہزاروں نغمے وفا کے، ان کے لبوں پہ آکر مچل رہے ہیں
لبوں پہ لیکن لگے ہیں پہرے تو بن کے آنسو نکل رہے ہیں
زبان ہے ساکت، قلم ہے حیران، بتاؤں کیسے میں راز پنہاں
کہ بحرِ غم میں اُٹھا ہے طوفان تو دریا دریا دہل رہا ہے

مفتی محمد اسحاق نازکی (قاسمی)
صاحب کی دو نئی کتابیں آچکی ہیں
☆ ایک پُراسرار شخصیت
☆ موت اور فلسفۂ موت
رابطہ کیلئے ڈائیل کیجئے:
9419339139

Office of the Principal

DARUL ULOOM
SAWA-US-SABEEL
EDUCATIONAL INSTITUTE
KHANDIPORA KULGAM Kashmir

With the Grace of Almighty and Surpreme Allah and Good wishes of our well wishers, I am overwhelmed with delight to express my heartiest congratulations to the patron, teaching faculty, students of the school for securing distinctions and Divisions in Class10th Annual Regular examination 2013. It is such a special feeling and privilege that one very rarely gets in life. I hope and believe that our teachers and students will keep this trend of out shining excellence up in future as well. Our out shining star performers are:-

S. No:	Exam Roll No.	Name	Position
1.	608293	Mohsin Mubarak	Distinction
2.	608294	Adil Husian Itoo	Distinction
3.	608295	Irfan Ahmad Shah	Distinction
4.	608307	At-har Rashid Teli	Distincition
5.	608308	Seerat Ameen	Distinction
6.	608309	Elyas Ahmad Shairgujri	Distinction
7.	608296	Rehanah Hameed	Ist Division
8.	608297	Ubaid Ahmad Itoo	Ist Division
9.	608299	Nahidah Manzoor	Ist Division
10.	608300	Zubair Ahmad Lone	Ist Division
11.	608312	Idreesur Rashid	Ist Division
12.	608313	Insha Shahid	Ist Division

Principal
Darul Uloom Sawa-us-Sabeel
Khandipora Kulgam
9622627265, 9906431306

بقیہ: شاید کہ اُتر جائے............

کیا قرون اولی اور عہد وسطیٰ میں اسلام کے خلاف اس قسم کی تحریکات نہیں چلی تھیں لیکن تمام تر کوشش کے باوجود دشمنان اسلام و مسلمانوں کے خلاف رائے عامہ کو تیار کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے تھے، کیونکہ لوگ مسلمانوں کو اسلامی شکل وصورت میں اپنے سامنے دیکھتے تھے۔

اگر ہم اپنے کردار اور افعال میں اخلاقی کمالات اور ایمانی حقائق کا مظاہرہ کریں تو دوسرے مذاہب کے پیروکار اسلام کے دامن میں گروہ در گروہ داخل ہوں گے، اس لئے کہ نوع انسانی نے جہالت کی بدترین تکلیفیں جھیلی ہیں اور اس نے انسان کی حقیقت و ماہیت کا پتہ چلالیا ہے، اس کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ بغیر کسی مذہب کے یونہی زندگی گذارے، بلکہ جو لوگ بڑے ملحد اور دشمن دین بنتے ہیں وہ بھی آخر میں خواہی نخواہی مذہب کا سہارا لیتے ہیں کیونکہ انسان مختلف قسم کے مصائب و آفات کا شکار ہے، بیرونی اور اندرونی حالات میں ہر طرف سے دشمنوں کی یلغار کا اسے سامنا ہے جب کہ وہ عاجز و درماندہ ہے، وسائل سے محروم ہے اور اس کی ضروریات لامحدود ہیں لیکن وہ محتاج اور ضرورت مند ہے، اس کے لیے کوئی ملجا و ماویٰ اس کے سوا نہیں ہے کہ وہ اس دنیا کے خالق کی معرفت حاصل کرے اس پر ایمان لے آئے اور آخرت کی تصدیق کرے، اس سے اس کی لامحدود آرزوئیں اور لامتناہی خواہشات پوری ہوسکتی ہیں اور جہالت کی بیہوشی سے بیمار انسانیت کے لیے کوئی راہ نجات اس کے سوا نہیں ہے کہ وہ خالق حقیقی کا اعتراف واقرار کرے۔

بقیہ: جواہر القرآن......

کے شر سے گاہ بگاہ بچ بھی جاتا ہے، لیکن اگر واقعہ، نہ دکھانے والی چیزوں کا ہو، اور وقت بھی رات کا، اور ظلمت وتاریکی کا ہو، تو ایسے خطرناک دشمن اور مشکل ترین حالات میں ضعیف وناتواں انسان کے لئے بچنا دشوار ہوجاتا ہے، تو ایسے مشکل ترین وقت میں، انسان کو یہ تعلیم دی گئی کہ وہ اس ذات اقدس کی پناہ چاہے، جس کی قدرتِ باہرہ کے سامنے، ہر قاہر وجابر سرنگوں ہے، جس کی منشاء ومرضی کے بغیر، ایک پتہ بھی حرکت نہیں کرتا، اور جب کوئی بندہ خلوص دل سے اس کی پناہ چاہتا ہے، تو پردۂ غیب سے اس کی حفاظت وحمایت کے انتظام کئے جاتے ہیں اور اس کو شر وروفتن سے محفوظ کردیا جاتا ہے۔

اس سورت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اولاً تمام مخلوق کے شر سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے، مخلوق مکلّف ہو یا غیر مکلّف، جاندار ہو یا بے جان، اور پناہ بھی کس سے مانگے یہ بھی بتادیا گیا: رَبُّ الْفَلَق سے---- جو اندھیریوں میں سے روشنی نکالتا ہے، اس کے بعد خصوصی طور پر تین شر کا تذکرہ کیا گیا۔

(ا) اندھیری رات کے شر سے: کیونکہ چور، اچکے رہزن، ڈاکو، سانپ بچھو، عموماً اندھیری رات میں ہی نکلتے ہیں-- اور جادو ٹونے وٹوٹکے، عموماً رات میں ہی کئے جاتے ہیں، جنات وشیاطین کا مادہ کیونکہ ظلماتی ہے، نور اور روشنی سے ان کو نفرت ہے اس لئے اکثر وہ بھی رات میں ہی نکلتے ہیں اور انسانوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔

(۲) گرہوں پر پھونک مارنے والیوں کے شر سے: جو کہ دھاگے کی گرہوں پر جادو منتر پڑھکر پھونک مارتی ہیں جیسا کہ ڈائنیں اور جادو گرنیاں کیا کرتی ہیں۔

(۳) حاسد کے شر سے: جب کہ وہ حسد کو عملی جامہ پہنانے پر اتر آئے اور اپنی بدبختی کی بنا پر محسود سے حاصل شدہ نعمت چھیننے کی کوشش کرے۔ (جاری)

دارالعلوم سواء السبیل آپ کی خدمت..........؟

دارالعلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام جو محتاج تعارف نہیں، پچھلے تیس سال سے اپنی منزلیں طے کرتے آرہا ہے۔ الحمدللہ ہزاروں کی تعداد میں اُمت مسلمہ کے ایمان ویقین اور علم وعمل کو بحر علم وعرفان سے پانی پلاتا رہا، جس کے نتیجے میں سینکڑوں حفّاظ وعلماء اور ائمہ پوری وادی میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے روز بروز یہ علمی وایمانی تشنگی بڑھتی ہی جارہی ہے اور طلباء کی تعداد بھی بڑھتی جارہی ہے۔

لیکن دوسری طرف دارالعلوم سواء السبیل میں طلباء کی رہائش کیلئے جگہ کی بہت زیادہ تنگی ہے۔ اس سلسلے میں اَب دارالعلوم میں کچھ تعمیراتی کام کا آغاز ہونے لگا، مسجد شریف کی تعمیر بھی زیر تکمیل ہے۔ اس سلسلے میں اہل خیر حضرات سے تعاون کی گذارش کی جارہی ہے، مثلاً: آپ اپنے والدین یا کسی رشتہ دار یا خود اپنے لئے صدقہ جاریہ کیلئے یہ کام کرسکتے ہیں کہ ☆ ایک کمرہ آپ اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔ ☆ کھڑکیاں اور دروازے کی لاگت آپ دے سکتے ہیں۔ ☆ سیمنٹ یا لوہا خود لاسکتے ہیں یا اس کی لاگت دے سکتے ہیں۔ ☆ آپ ایک کمرے کیلئے اینٹیں فراہم کرسکتے ہیں۔ ☆ آپ مزدوروں کی مزدوری دینے میں حصہ لے سکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ یہ سارا کچھ آپ دو یا تین مرحلوں میں بھی ادا کرسکتے ہیں۔

آپ کے خیراندیش۔ خدّام: دارالعلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام کشمیر

CHAND SOLARS
NEAR J&K BANK, T.P. BRANCH KULGAM
Cell No's: 9419639044, 9596106546

اپنے غرور سے باز آجا اس سے پہلے کہ تجھ پر مار پڑے!

پیرانِ پیر حضرت **شیخ عبدالقادر جیلانی** رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خطاب

تیری علیٰحدگی اور خدا سے غیر حاضر رہنے نے تجھ کو خدا کے ساتھ مغرور بنادیا اپنے غرور سے باز آجا اس سے پہلے کہ تجھ پر مار پڑے، ذلیل کیا جائے اور مسلط کردیئے جائیں، تجھ پر بلیات کے سانپ اور بچھو تو نے بلا کا مزہ نہیں چکھا پس ضرور ہوا کہ مغرور یعنی جو کچھ تیرے پاس ہے اس پر اترائے مت کہ یہ سب عنقریب جاتا رہے گا اللہ عز وجل فرماتا ہے یہاں تک کہ جب وہ لوگ اترائے اس مال ودولت پر جوان کو دی گئی تھی تو ہم نے اچانک ان کو پکڑلیا جو نعمتیں اللہ پاک کے پاس ہیں ان سے بہرہ یابی صبر ہی کی بدولت ہوسکتی ہے اور اسی لئے اللہ پاک نے صبر کی جگہ جگہ تاکید فرمائی ہے فقر اور صبر دونوں جمع نہیں ہوسکتے مگر مومن کے حق میں۔ جو بندے محبّ ہوتے ہیں وہ تکلیفوں میں مبتلا کئے جاتے ہیں، پس صبر کرتے ہیں اور ان کو نیک کاموں کا بلا کے ساتھ ساتھ الہام کیا جاتا ہے اور جو جوئی تکلیف ان کو ان کے رب کی طرف سے پہنچتی رہتی ہے وہ اس پر جمے رہتے ہیں اگر صبر نہ ہوتا تو تم مجھ کو اپنے اندر نہ دیکھتے میں گویا جال بنایا گیا ہوں جو پرندوں کا شکار کرتا ہے، رات بھر کیلئے میری آنکھیں کھولدی جاتیں اور دن میں میرے پاؤں سے جال چھڑا لیا جاتا ہے۔ درآنحالیکہ آنکھیں بند رکھی جاتی ہیں اور میرا پاؤں جال میں بند ھا رہتا ہے (کہ کہیں جانہ سکوں اور نصیحت سے آزاد منشوں کو پابندِ شرع اور غلام حق بناتا رہوں) یہ تمہاری ہی مصلحت کیلئے ہے مگر تم پہچانتے نہیں اگر حق تعالیٰ کی موافقت (جو میرے ذمہ فرض ہے) نہ ہوتی تو کون عاقل ہے جو اس شہر میں بیٹھنا گوارا کرے اور اسکے باشندوں میں رہے کہ عام طور پر اس میں ریا ونفاق اور ظلم وشبہات وحرام کی کثرت ہے، حق تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکر گزاری اور نعمتوں سے فسق وفجور پر اعانت حاصل کرنا بڑھا ہوا ہے، کثرت سے وہ لوگ ہیں جو گھر میں بیٹھیں تو درماندہ بیکار بنیں اور دُکانوں پر آئیں تو بڑے پرہیزگار بنیں۔ کھانے پینے میں زندیق اور منبر پر آویں تو گویا صدیق ہیں، اگر حکم کا پابند نہ ہوتا تو میں بتادیتا جو کچھ تمہارے گھروں میں ہے لیکن میرے لئے ایک بنیاد ہے جس کو تعمیر کی ضرورت ہے اور میرے بہت کچھ (روحانی) بچے ہیں جو تربیت کے محتاج ہیں، (پس نصیحت وتبلیغ کی بنیاد پر اصلاح خلق کی تعمیر اور مریدوں کی تکمیل وتربیت کیلئے مجھ کو پردہ پوش بنایا گیا ہے کہ لوگ متوحش نہ ہوں اور پاس آکر منتفع ہوتے رہیں، جو میرے پاس ہے اگر اس میں سے کچھ بھی میں کھولدوں تو وہ میرے اور تمہارے درمیان مفارقت کا سبب بن جائے میں اس حالت میں جسکے اندر اسوقت ہوں انبیاء ومرسلین کی طاقت کا حاجتمند ہوں مجھ کو ضرورت ہے ان کے سے صبر کی جو آدم علیہ السّلام سے میرے زمانے تک گذر چکے ہیں، میں حاجتمند ہوں ربانی قوت کا، اے میرے اللہ لطف اور مدد کر اور رضا نصیب فرما۔ آمین

تو دُنیا میں رہنے اور یہاں کے مزے اُڑانے کیلئے پیدا نہیں ہوا، حق تعالیٰ کی ناراضیوں کی جس حالت میں تو مبتلا ہے اس کو بدل تو نے اللہ کی اطاعت میں صرف لاالٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کہہ لینے پر قناعت کرلی ہے، حالانکہ جب تک اس کے ساتھ دوسری چیز (یعنی عمل کو) نہ ملائے گا یہ تجھ کو نافع نہ ہوگا۔ ایمان مجموعہ ہے قول کا اور عمل کا۔ ایمان نہ مقبول ہوگا اور نہ مفید جبکہ تو معصیتوں ولغزشوں اور حق تعالیٰ کی مخالفت کا مرتکب ہوگا اور اس پر اڑا رہے گا اگر نماز روزہ اور صدقہ اور نیکوکاریاں چھوڑیگا تو وحدانیت ورسالت کی محض گواہی کیا نفع دے گی؟ جب تو نے لا الٰہ الا اللہ کہا کہ کوئی معبود نہیں بجز اللہ کے تو توحید کا) مدعی تو بن گیا اب کہا جائے گا کہ بتا کوئی تیرا گواہ بھی ہے؟ وہ گواہ کیا ہے؟ حکم ماننا، ممنوعات سے باز رہنا، مصیبتوں پر صبر کرنا، اور تقدیر کے سامنے گردن جھکانا یہ اس دعوے کے گواہ ہیں اور یہ بھی حق تعالیٰ کیلئے اخلاص کے بغیر مقبول نہ ہوں گے کیونکہ کوئی قول قبول نہیں ہوتا بلا عمل کے اور کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا بغیر اخلاص اور سنت کے موافقت کے۔ اپنے مال سے جو کچھ ہوسکے فقیروں کی غم خواری کرو۔ اگر کسی چیز کے دینے کی طاقت ہو خواہ ذرا سی ہو یا بہت سی تو سائل کو واپس نہ کرو۔ عطا کو محبوب سمجھنے میں حق تعالیٰ کی موافقت کرو، اور شکر گزار بنو کہ اس نے تم کو اسکا اہل بنایا اور عطا پر قدرت بخشی، تجھ پر افسوس ہے جب کہ سائل اللہ عز وجل کا ہدیہ ہے (جو تیرے پاس بھیجا گیا ہے) اور تو اس کو دینے پر قدرت بھی رکھتا ہے تو ہدیہ کو اسکے بھیجنے والے پر کس طرح رد کرتا ہے؟ میرے پاس بیٹھ کر تو سنتا اور روتا ہے اور جب فقیر آتا ہے تو تیرا قلب سخت بن جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ تیرا رونا اور کان لگا کر سننا خالص اللہ کے واسطے نہ تھا میرے پاس بیٹھ کر سننا اولاً باطن سے ہونا چاہیے، پھر قلب سے اس کے بعد اعضاء کو نیکوکاریوں میں مشغول کرنے سے، جب تو میرے پاس آیا کرے تو ایسی حالت سے آیا کر کہ اپنے علم اور عمل اور زبان اور نسب اور حسب سے یکسو ہو کر اور مال اور اہل کو بھولا ہوا ہو، میر سامنے بیٹھ کر ماسوائے اللہ سے قلب کو برہنہ بنا، یہاں تک کہ خدا اس کو اپنے قرب اور فضل واحسانات کا جامہ پہنائے۔ میر پاس آنے کے وقت جب تو ایسا کرے گا تو اس پرندا جیسا بن جائے گا جو صبح کو بھوکا اُٹھتا اور شام کو پیٹ بھر واپس آتا ہے (کہ توکل کے دسترخواں سے بلا کسب شکم سیر ہوتا ہے) حق تعالیٰ کے نور سے قلب کو منور بنا اور اسی لئے جناب رسول اللہ حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، اے فاسق! ڈر مومن سے اور اپنے معاصی کی گندگی میں لتھڑا ہوا اسکے پاس مت آ کیونکہ وہ اللہ عز وجل کے نور سے اس حالت کو دیکھتا ہے جس میں تو ملوث ہے، وہ دیکھتا ہے تیرے شرک کو تیرے نفاق کو۔

www.khanqah.in

www.khanqah.in

Vol. 14 No: 45 | 20 December 2013 | Friday

Printer,Publisher: Maulana Hamidullah Lone
Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thoker
Office: Madina Chowk Gawkadal Srinagar
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam Jammu and Kashmir -192232
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinager
Ph. No. 01942-2481821 Cell: 09906546004

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 21-12-2013
Printed at: Khidmat Offset Press Srinager
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

قرآن میں تدبّر

ڈاکٹر گوہر مشتاق - ریٹگر یو یونیورسٹی، نیو جرسی، امریکا

قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جو کسی انسان کی تصنیف نہیں، بل کہ انسانوں کے خالق اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ قرآن انسان کے لئے ایک ایسا ضابطۂ حیات پیش کرتا ہے، جس پر عمل کرکے انسان دنیا میں کامیابی اور آخرت میں فلاح حاصل کرسکتا ہے۔ تاہم آج پوری دنیا میں سب سے زیادہ ناانصافی اسی کتاب کے ساتھ کی جاتی ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت اس کتاب کو بغیر سمجھ کر پڑھتی ہے، شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ نے جنہیں برطانوی سامراج نے مالٹا کے جزیرے میں قید کرڈالا تھا ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ جیل کی تنہائیوں میں غور وفکر کرکے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ مسلمانوں کے زوال کے دو ہی اسباب ہیں، مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے اور مسلمانوں میں اتحاد نہیں ہے۔

آج کے سہل پسند مسلمانوں نے قرآن کریم کو ایک ''رسمی کتاب'' بناڈالا ہے اور صرف مخصوص تہواروں اور رسموں پر اسے ہاتھ لگاتے ہیں۔ کبھی دلہن کو شادی کے وقت قرآن کے نیچے سے گزارا جاتا ہے (چاہے اس کا لباس کتنا عریاں ہو اور وہ اسٹیج پر نامحرم مردوں کے سامنے بیٹھی ہو) اور کبھی قرآن کو حرام کاروبار کے افتتاح پر پڑھا جاتا ہے۔ کبھی کسی مریض کی جان کنی کے وقت اس کے سرہانے اونچی آواز سے سورہ یٰسین کی تلاوت کی جاتی ہے (چاہے اس شخص کی تمام زندگی قرآن کے خلاف گزری ہو)۔

درحقیقت قرآن ان ہی لوگوں کو صحیح فائدہ دیتا ہے جو اس پر عمل کرتے ہیں، اور صرف زبانی تعلق کا دعویٰ نہیں کرتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے چڑھے ہوئے ہیں۔''

اسی طرح سورہ الفرقان میں سچے مسلمان کے یہ اوصاف اللہ نے گنوائے ہیں۔ ''اور جب ان لوگوں کے اپنے رب کی آیات سمجھائی جاتی ہیں تو ان پر اندھے اور بہرے ہوکر نہیں گرتے (بل کہ غور وفکر سے سنتے ہیں)۔ ''

مشہور مفسر علامہ زمخشری نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ وہ قرآن مجید کو کھلے کانوں سے سنتے اور دیکھنے والی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ قرآن میں تدبر ایک مومن کا خاصہ ہے۔ نومسلم مغربی (مفکر چارلس گائی ایٹن) حسن عبدالحکیم لکھتے ہیں: یہ قرآن مجید ہر قرآن خواں کے لئے ایک آئینہ ہے۔ اگر کوئی اس کا مطالعہ غلط جذبے اور غلط اسباب کے تحت کرے گا تو اسے اس صحیفۂ نورانی میں کچھ نہیں ملے گا۔ اسی طرح اگر کوئی سطحی انداز سے اس کا مطالعہ کرے گا تو اسے اس میں سطحی باتیں ہی ملیں گی اور غواص کو گوہرِ آب دار۔

ہم قرآن پر تفکر وتدبر کریں تو قرآن کے بہت سے پہلو ہم پر آشکارا ہوتے ہیں۔ اس مضمون میں چند پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے گی۔ محقق ٹائٹس کا قرآن کے متعلق یہ مشاہدہ بالکل صحیح ہے۔ قرآن کا عربی زبان میں نازل ہونا بہ ذاتِ خود ایک معجزہ ہے۔ قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''بے شک ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا کہ تم غور وفکر کرو۔''

قرآن نے اسلامی تہذیب اور عربی زبان دونوں کو عالم گیر بنادیا۔ یو این او کی دنیا کی زبانوں کے متعلق تحقیق کے مطابق اس وقت دنیا میں تین ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ان میں سے اٹھتر زبانیں لکھی جاتی ہیں۔ ان اٹھتر زبانوں میں سے صرف آٹھ زبانوں کا لٹریچر پوری دنیا میں استعمال ہوتا ہے اور پڑھا جاتا ہے۔ ان آٹھ زبانوں میں عربی بھی شامل ہے۔ اس کی اہمیت امام شافعیؒ نے کئی سو سال پہلے بھانپ لی تھی، جب انہوں نے اپنی کتاب ''الرسلۃ'' میں لکھ دیا تھا: ویجب علی کل مسلم ان یتعلم من العربیۃ ما یبلغ جهدهٗ. یہ ہر مسلمان مرد وعورت پر واجب ہے کہ وہ اپنی بساط کی حد تک عربی زبان سیکھیں۔

اگر ہم قرآن مجید کے انداز پر غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ قرآن مجید میں پیغام حق کو پہچانے کا ایک ذریعہ امم سابقہ کے قصے اور امثلہ ہیں، کیوں کہ قصص کے ذریعے بعض اوقات اسلامی تعلیمات خشک مضامین کے بہ نسبت زیادہ بہتر طریقے سے دل نشین کروائی جاسکتی ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ سچی کہانیاں تاریخ کا حصہ ہوتی ہیں اور قرآن ہمیں تاریخ سے سبق سیکھنے کا درس دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''تم یہ حکایات ان کو سناتے رہو شاید کہ یہ کچھ غور وفکر کریں۔''

امریکی نومسلم عالمِ اسلام شیخ حمزہ یوسف ہین سن (Hmaza Yusuf Hanson) قصص وامثال کی اہمیت کے متعلق لکھتے ہیں کہ ہمیں کہانیوں کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح پانی کی۔ ہمیں حکایات کی ضرورت ہے۔ قرآن ایک عظیم تذکرہ ہے یقص علینا۔ قرآن مجید میں بہت سے قصص ہیں۔ انسانوں کو ایسی کہانیوں کی ضرورت ہوتی ہے جن کے معانی نکلتے ہوں۔ مزید قرآن مجید میں آتا ہے: ''اور ان قصص میں تمہارے پاس حق پہنچ گیا اور (یہ) مومنوں کے لئے نصیحت اور عبرت ہے۔''

آسٹریا کے نومسلم عالمِ اور مفسر قرآن محمد اسد (Leopold weiss) اپنی تفسیرِ قرآن (The Message of Quran) میں لکھتے ہیں: قرآن جب بھی ماقبل اسلام کے پیغمبروں کے احوال یا قدیم تاریخی کہانیوں، واقعات یا قبل از نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے واقعات کا حوالہ دیتا ہے تو اس کا مقصد وحید اخلاقی سبق آموزی ہی ہوتا ہے، اور چوں کہ ایک واقعے یا داستان کی کئی تعبیریں کی جاسکتی ہیں جن سے کئی اخلاقی مفہوم برآمد ہوسکتے ہیں۔ اس لئے قرآن مبین ان حکایات اور داستانوں کو بار بار دہراتا ہے اور ہر بار بنیادی حقیقت کے مختلف گوشوں کو روشن کرتا ہے جو من حیث المجموع وحی قرآنی کا نکتۂ ماسکہ (focal point) ہے۔ ایک اور مقام پر محمد اسد لکھتے ہیں: ان قصص میں پوشیدہ ''تہہ در تہہ حقیقت'' (many-sided, many-layered truth) دراصل روحِ انسانی میں موجود گہرائیوں اور الجھنوں سے تعلق رکھتی ہے۔

قرآن اللہ کا کلام ہے جو رسولِ کریم ﷺ پر ۲۳ برس میں نازل ہوا۔ اس لحاظ سے قرآن دوسری کتابوں سے مختلف ہے کہ اس کو جب کوئی ظاہر بین دیکھتا ہے تو اسے قرآن میں بے ربطی نظر آتی ہے، لیکن یہی قرآن کا معجزہ ہے کہ ہم قرآن کو جہاں سے بھی کھولیں تو یہ ہمارے لئے ہدایت کا پیغام ہوگا۔ قرآن کے اسی وصف کے متعلق برطانوی نومسلم مفکر (چارلس گائی ایٹن) حسن عبدالحکیم لکھتے ہیں کہ یہ ایک واضح سی بات ہے کہ کسی انسان کی تصنیف کردہ کوئی بھی کتاب ہر کس وناکس کے لئے نہیں ہوتی جب کہ کلامِ الٰہی ہر خاص وعام کے لئے ہوتا ہے۔ اسی بنا پر اسے کسی انسان کی تصنیف یا تالیف کردہ کتاب کی طرح نہیں پڑھا جاسکتا۔ اس کی مثال چاند سورج اور بارش جیسی ہے جو سب کے لئے ہیں تاہم ان نوامیسِ قدرت کا اثر ہر ایک پر مختلف ہوتا ہے۔ کچھ کے لئے دھوپ، چاندنی اور بارش پیامِ حیات لاتے ہیں اور کچھ کے لئے پیغامِ موت۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن کے فیوض وبرکات بھی اسی انداز کے ہیں، چوں کہ قرآن مجید اصلاً کلامِ الٰہی ہے (جس سے خود ہماری پیدائش بھی وابستہ ہے) اس لئے یہ ہمارے وجود کے ہر خلا کو پُر کرنے کا سامان اپنے اندر رکھتا ہے اور نہ صرف یہ بل کہ وہ تو ان خلاؤں میں جمع کثافتوں کو نکال باہر کرنے اور ان کی جگہ ازلی اور ابدی حق جاگزیں کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔

قرآن مجید فقہ کی مروج کتابوں کی طرح احکامات کی کتاب نہیں۔ درحقیقت قرآن مجید کی ۶۲۳۶ آیات میں سے صرف تقریباً ۶۰۰ آیات کا تعلق احکامات سے ہے۔ قرآن کے باقی حصے کا مقصد موت، آخرت اور سابقہ امت کے قصص کے ذریعے انسان کی ایمانی تربیت اور موعظت ہے۔ شیطان جیسے خطرناک دشمن کے مقابلے میں (جب کہ وہ انسان کو نظر بھی نہیں آتا) سے انسان کی حفاظت کرنے والی کتاب جو محض چند حلال وحرام کے قوانین کا مجموعہ ہو آخر انسان کو کیسے کافی ہوسکتی ہے۔ مفسرِ قرآن مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں کہ قرآن میں احکام وقوانین کا بیان اس طرح نہیں ہوتا جس طرح فقہ وقانون کی عام کتابوں میں ہوتا ہے۔ قرآن ہر حکم کے آگے پیچھے خدا کی صفتوں اور آخرت کی بار بار یاددہانی کراتا ہے اور اس کے روحانی واخلاقی نتائج اور اجتماعی وتمدنی فوائد ایسے دل نشین انداز میں پیش کئے جاتے ہیں کہ دل پر ان احکام کا اثر پڑتا ہے۔ فقہ کی کوئی کتاب پڑھئے تو قلب پر کوئی اثر طاری نہ ہوگا، لیکن ان ہی باتوں کو اگر قرآن مجید میں تدبر کے ساتھ پڑھئے تو روح کا گوشہ گوشہ ان کی عظمت کے احساس اور ان کی تکمیل کے جذبے سے معمور ہوجائے گا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن مجید کے مخاطبِ اول تھے، ان کا طریقہ یہ تھا کہ وہ قرآن پر تفکر وتدبر کیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ اجتماعی دروس قرآن کا اہتمام بھی کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید کے مطالعے کے لئے ایسے حلقے قائم کئے ہوئے تھے جن میں لوگ اکھٹے ہوکر قرآن مجید کا اجتماعی مطالعہ کرتے تھے۔ حضور ﷺ ایسے حلقوں کے قیام کے لئے موثر الفاظ میں لوگوں کو شوق دلایا کرتے تھے۔ سنن ابی داؤد میں روایت ہے کہ جو لوگ کسی جگہ جمع ہوکر اللہ کی کتاب پڑھتے اور باہم درس ومذاکرۂ قرآن کی مجلسیں قائم کرتے ہیں ان پر اللہ کی طرف سے تسکین اور رحمت کی بارش ہوتی ہے اور ملائکہ ان کو ہر طرف سے گھیرے کھڑے رہتے ہیں اور اللہ اپنے مقربین کے حلقے میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔ اس حدیث سے نہ صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ درسِ قرآن کی مجالس بڑی بابرکت ہوتی ہے بل کہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے دور میں اس طریقے کا بڑا چرچا تھا۔ اس زمانے میں درسِ قرآن کی مجلسیں منعقد ہوا کرتی تھیں اور صحابہ کرامؓ ان میں شریک ہوا کرتے تھے اور آیاتِ قرآنی پر غور کرتے تھے۔ خود حضور ﷺ بھی کبھی کبھی ان مجالس میں شرکت فرماتے تھے، یہاں تک کہ بعض احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے فکر وتدبر کی ان مجلسوں کو ذکر وعبادت کی مجلسوں پر ترجیح دی اور زاہدوں، عابدوں کی ایک مجلس کو چھوڑ کر اہلِ علم کی ایک مجلس میں یہ کہہ کر بیٹھ گئے کہ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بعد میں خلفائے راشدین بالخصوص حضرت عمرؓ، اس قسم کے حلقوں سے اور قرآن کے ماہرین سے برابر دل چسپی لیتے رہے۔ صحابہ کرامؓ قرآن پر اتنا گہرا غور وفکر کرتے تھے کہ بعد کی تاریخ ایسے تدبر کی مثالیں پیش کرنے سے قاصر ہے۔ موطا امام مالک کی ایک روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مسلسل آٹھ سال تک سورۂ بقرہ پر تدبر فرماتے رہے۔ صحابہؓ قرآن پر گہرا تدبر کرتے، اسے اپنے کردار کا حصہ بناتے اور پھر دروسِ قرآن میں اپنے قول اور فعل سے قرآن کی تبلیغ کرتے۔

ایران کے معروف مفکر اور عمرانی سائنس دان ڈاکٹر علی شریعتی لکھتے ہیں کہ ایک اسلامی معاشرے کے قیام اور اسلام کا صحیح اور سائنٹفک علم حاصل کرنے کے لئے قرآن کی درس وتدریس اور تاریخِ اسلامی کا تجزیہ دو اہم ستونوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر علی شریعتی کی رائے سے ہم اتفاق کرتے کیوں ہیں کہ اجتماعاتِ درسِ قرآن اسلامی معاشرے کی بیداری میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

مورخ فرحت عباس اپنی کتاب "The Night of Imperial" میں رقم طراز ہیں کہ شمالی افریقہ کے ممالک یعنی مراکش، الجزائر اور تیونس میں معاشرتی بیداری اس وقت سے شروع ہوگئی جب مصری عالم شیخ محمد عبدہٗ شمالی افریقہ میں تشریف لائے اور انہوں نے وہاں پر درسِ قرآن کے سلسلے شروع کئے۔ تعلیم اور درسِ قرآن ایک ایسا مضمون تھا جو وہاں کے مذہبی حلقوں میں اس سے پہلے نہیں پایا جاتا تھا۔